ازاحۃ العیب بسیف الغیب

خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

مسئلہ علم غیب پر جو ایسے شبہات تھے جن پر مخالفین کو
ناز تھا ان کا بے نظیر ازالہ

مسمےٰ بنام تاریخی

ازاحۃ الغیب لسیف الغیب

مصنفہ

حضور پرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت

مکتبہ غوثیہ - مرید کے

کتاب ــــــ ازاحة الغیب لسیف الغیب

مصنف ــــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

ناشر ــــــ غوثیہ بک ڈپو مرید کے

ملنے کا پتہ

☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز الاویس مرکز دربار مارکیٹ لاہور

☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ: از مدرسۂ دیوبند ضلع سہارن پور مرسلہ یکے از اہلسنت نصرہم اللہ تعالیٰ بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدّث سورتی سلمہ اللہ تعالےٰ۔

تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے، جناب عالی! (یعنی جناب مولینا مولوی وصی احمد صاحب محدّث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں، سرمو فرق نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمیع اکابر علماء وطلباء و رؤسا نے مل کر عیدگاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالےٰ جارج پنجم بادشاہ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت نصیب کرے اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا تو مبلغ ۲۴ روپیہ کا تار برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کردیا، اور بتاریخ ۱۴ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کردیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعائیاں کی اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کی اور علین خطبہ میں بیان کیا کہ امام احمد حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عمر کتنی باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے، انہوں نے فرمایا خمس لا یعلمھا الا ھو تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں۔

دوسرا ذوالیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سہو ہوگیا، جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا، اس حدیث

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا، علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور رہے۔ انتہیٰ۔

یہاں کے لوگ اس قدر بدمعاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اوّل درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت کی اس حدیث میں کہ "آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو نجات دیدی مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ تو آپ نے ان کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ کیا بعد آپ کے"! تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط محض افترا ہے، علم غیب کا کیا ذکر؟ اللہ اکبر! ترمذی شریف کے سبق ۲۷۱ صفحہ کے آخر میں۔ ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اکراہ کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا، پس دوسرا شخص اٹھا اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا مرجوم ہو گیا، آپ نے فرمایا تاب توبۃ الخ۔ اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے یہ اچھی غیب دانی ہے، ہذا قولہ۔ اور ابھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نہیں چھوڑتے اللہ اکبر معاذ اللہ من شرہ۔

الجواب

اللہ عزوجل گمراہی و بیجیائی سے پناہ دے، فقیر نے انبا المصطفیٰ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر وہابیہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے، الدولۃ المکیہ میں بیان اہیں سے ہے، میں پھر تذکیر کردوں کہ النتا ر اللہ العزیز بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سنی ایسے لاکھ شبہے ہوں تو سب کا جواب خود دے لے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس

بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع ما کان وما یکون یعنی روز اول سے آخر تک کی ہر شئے ہر بات کا علم عطا فرمایا اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ آیاتِ قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث آحاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو تو مخالف قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم :۔

اوّل : وہ آیت قطعی الدلالۃ یا ایسی ہی حدیثِ متواتر ہو۔

دوم : واقعہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم : اس دلیل سے رأساً عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محل نزول میں اس پر جزم محال اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقتضی ہے

چہارم : صراحۃً نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانتے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقتِ ذاتیہ، نفی حقیقتِ عطائیہ کو مستلزم نہیں، اللہ عزوجل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا ماذا اجبتم تم کو اپنا رسکے پاس ہدایت لے کر گئے انہوں نے تم کو کیا جواب دیا؟ سب عرض کریں گے لا علم لنا ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو یہی چار جملے بس ہیں اور یہاں امر پنجم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے جو لوحِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انہیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے۔ امورِ متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرۂ جنون و سفاہت میں صریح ولوج ہے، ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں: كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

اب یہیں ملاحظہ کیجئے اولاً چاروں شبہے امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کونسی آیت یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ ہے، ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ امرِ دوم سے

دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایام نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں ثالثاً دوسرا شبہ امر سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا، نماز فعل اختیاری ہے اور افعال اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہابیہ بدیہات میں بھی انکار رکھتے ہیں ذلک بانہم قوم یکابرون اور شبہ سوم کا حال بھی ظاہر روز قیامت کا عظیم ہجوم تمام اولین و آخرین و انس و جن کا ازدحام لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور حوض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیراں صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام اس سے کروڑویں حصے کا کروڑواں حصہ ہجوم کار ہائے عظیمہ مہمہ اگر ایسے دس ہزار پر ہو جن کی عقل نہایت کامل اور حواس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کا ثابت تو ان کے ہوش پراں ہو جائیں، آئے حواس گم ہوں، یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سینۂ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عوالم صحرائے لق و دق میں بھٹکے سکے مانند ہیں جیسے ان کا رب فرماتا ہے الم نشرح لک صدرک پھر ان عظیم و خارج از حد شمار کاموں کے علاوہ وہ وقت وہ سہمناک کہ اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عزوجل اس غضب شدید کے ساتھ تجلی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو، پھر ایک ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکلوتا بچہ۔ وہ جوش ہیبت وہ کام کی کثرت، وہ وفور رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر سنکھوں کی طرف خیال، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اعجاز ہے جس سے بالا صرف علم الٰہی ہے وبس فلکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امت کا دکھایا جانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے

ہی جس پر احادیث کثیرہ ناطق ہیں اگرچہ وہابیہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روز قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیث بیان کون فرما رہا ہے؟ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں، اگر اس ہجوم عظیم کا رہا نے خطیر میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ واقع ہی نہ ہوتا، تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لیقضی اللہ امرا کان مفعولا و لکن الوھابیۃ قوم یفتون۔

رابعاً پہلا شبہ امر چہارم سے دوبارہ مردود ہے کسی کی مقدار عمر و وقت موت اسے بتا دینا غالب اوقات اکثر اس کے لئے مصلحت دینیہ کے خلاف ہے تو ایسے مہمل سوال کے جواب سے اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرما دیا کیا مستبعد ہے۔

فائدہ: یہ انہیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہو گئے، اب بتوفیقہ تعالے البعض لقبیہ افادات ذکر کریں کہ وہابیہ کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں یہی ایک پر چار چار رد ہو جائیں فاقول وباللہ التوفیق۔

شبہ اولے کے دو رد گزرے امر اول و چہارم سے ثالثاً حضرات علمائے وہابیہ کی حالت تماشا کردنی امام احمد حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی، اے سبحان اللہ جھوٹ گھڑے تو ایسے گھڑے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے ترپن برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے، ابن سیرین کی وفات نہم شوال ۱۱۰ھ کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ۱۶۴ھ میں تقریب میں ہے محمد بن سیرین ثقۃ ثبت عابد کبیر القدر مات سنۃ عشر و مائۃ۔ وفیات الاعیان میں ہے محمد بن سیرین لہ الید الطولی فی تعبیر الرؤیا توفی تاسع شوال یوم الجمعۃ سنۃ عشر و مائۃ بالبصرۃ۔ تقریب میں ہے احمد بن محمد بن حنبل مات سنۃ

احدی واربعین ولہ سبع وسبعون سنۃ وفیات میں ہے الامام احمد بن حنبل
خرجت امہ من مرو وھی حامل بہ فولدتہ فی بغداد فی شھر ربیع الاول سنۃ اربع وستین ومائۃ۔
مگر یہ کہیئے کہ امام احمد نے جب کہ اپنے جدِّ امجد کی پشت میں نطفے تھے یہ خواب دیکھا
اور امام ابن سیرین نے ما فی الارحام سے بھی مخفی تر غیب ما فی الاصلاب کو مانا اور تعبیر
بیان کی یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو
ابن سیرین کو علمِ غیب ہوا۔ یہ شاید حضراتِ وہابیہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں کے فضائل
سے اتنی عداوت نہیں جو اصل اصول جملہ فضائل یعنی فضائلِ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم سے ہے۔

لطیفہ جلیلہ دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قابل ہے ان کے اکابر کی
ان سے بھی بڑھ کر ان کے قابل تھی عالی جناب امام الوہابیہ
مولوی گنگوہی صاحب آنجہانی اپنے ایک فتوے میں اپنی داد قابلیت دیتے ہوئے فرماتے
ہیں:۔

"حسین بن منصور کے قتل پر[1] امام ابو یوسف شاگرد
امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے اور سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ
علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں، دونوں نے فتویٰ قتل کا دیا بجا ہے"
درفن تاریخ ہم کمالے دارند سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات
پنجم ربیع الآخر سنہ ۱۸۲ھ کو ہے اور حضرت حسین منصور حلاج قدس سرہٗ کا یہ واقعہ
۲۳ ذی القعدہ سنہ ۳۰۹ھ میں دونوں میں قریب ایک سو اٹھائیس برس کا فاصلہ
ہے مگر امام ابو یوسف کو غیب داں کہیئے کہ اپنی وفات سے سوا سو برس بعد کے واقعہ

---

[1] قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابلِ تماشا ہے یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو۔

کو جان کر حلاج کے قتل کا پیشگی فتویٰ دے گئے۔ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے:۔

القاضی ابو یوسف الامام العلامۃ فقیہ العراقین صاحب ابی حنیفۃ اجتمع علیہ المسلمون مات فی ربیع الآخر سنۃ اثنتین وثمانین ومائۃ عن سبعین سنۃ ولہ اخبار فی العلم والسعادۃ۔ وفیات الاعیان میں ہے کانت ولادۃ القاضی ابی یوسف سنۃ ثلاث عشرۃ ومائۃ وتوفی یوم الخمیس اول وقت الظہر لخمس خلون من شہر ربیع الاول سنۃ اثنتین وثمانین ومائۃ ببغداد۔

اسی میں تاریخ شہادت حضرت حلاج میں لکھا ہے:۔

یوم الثلثاء لسبع وقیل لست بقین من ذی القعدۃ سنۃ تسع وثلثمائۃ

سلطان اورنگ زیب محی الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی مدعی ولایت کا شہرہ سن کر ان کے پاس تشریف لے گئے انکی عمر طویل بتائی جاتی تھی، سلطان نے پوچھا جناب کی عمر شریف کس قدر ہے؟ کہا مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین امیر تیمور سے لڑ رہا تھا میں جوان تھا، سلطان نے فرمایا، علاوہ کشف وکرامات در فن تاریخ ہم کمالے دارند۔ دیوبندی صاحبوں نے تو تریپن چون برس کابل رکھا تھا جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم۔ اس سنت پر قائم ہوکر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالی جناب گنگوہیت مآب کو ابن ملجم نے غسل دیا اور یزید نے نماز پڑھائی اور شمر نے قبر میں اتارا تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہونا دو وجہ سے اولاً ممکن کہ اشتراک اسماء ہو وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں ان کے یہ نام ہوں ثانیاً باب تشبیہ واسع ہے جیسے لکل فرعون موسیٰ مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام

ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل یقینی نظر نہیں آئی سوا اس کے کہ اتنا عظیم جہل شدید یا حضرت امام پر اتنا سے باکانہ افترائے بعید، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المجید

رابعاً بغرض صحت حکایت یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموع خواہ باقی۔ یا پانچ انگلیوں کے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ یا بہتر برس یا انتیس سال دس مہینے گیارہ دن، یا اکتالیس سال چار مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن بارہ احتمال ہیں، کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط امام احمد ہی ہوں روز خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی، امام احمد کی عمر شریف ستتر سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال ۷۲ سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھئے تو امام احمد وامام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنا لیا کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی خواب دیکھنے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت وتاریخ وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوئی اور ثابت ہوا کہ اس کی مجموعی عمر و باقی عمر کوئی ان میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی اس وقت اس کے کہنے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مقدار عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے غیوب خمسہ کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور بہ دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیئے۔

شبہہ ثانیہ کے تین رد گزرے اور اول و دوم و سوم سے رابعاً دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور رہی، جس ناپاک و بے باک طرز پر واقع ہوئی اس کا جواب تو انشاء اللہ تعالیٰ روز قیامت ملیگا

مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں۔ امر اہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے ولکن الوہابیۃ قوم یجہلون۔

تنبیہ ثالثہ کے دو رد گزرے امر اول و سوم سے ثالثاً یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بنائی صریح افترا ہے نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتہ ہے، رابعاً حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر اعمال امت پیش کیے جانے کو غلط و محض افترا کہنا غلط و محض افترا ہے، بزار اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم وتعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ وما کان من سیئ استغفر اللہ لکم۔

"میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر، تمہارے اعمال مجھ پر عرض کئے جائیں گے، میں بھلائی پر حمد الٰہی بجا لاؤں گا اور برائی پر تمہاری بخشش چاہوں گا۔"

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ صلاۃ تکون لک رضاء ولحقہ العظیم اداء آمین

مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

حیاتی خیر لکم تحدثونی ونحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیرا لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ وان رأیت غیر ذلک استغفرت اللہ لکم۔

"میرا جینا تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم

تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لئے خیر ہوگی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حمد الٰہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہارے مغفرت طلب کروں گا۔"

اللھم صل وسلم و بارک علیہ قدر رأفتہ و رحمتہ بامتہ ابدا امین

ابن سعد طبقات میں اور حارث مسند میں اور قاضی اسمٰعیل بسند ثقات بکر بن عبدالبر مزنی سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیرا لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت وان رأیت شرا استغفرت لکم۔

"میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات تمہارے لئے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معروض ہوں گے، میں نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لئے استغفار فرماؤں گا۔"

اللھم صل وسلم و بارک علی ھذا الحبیب الذی ارسلتہ رحمۃ و بعثتہ نعمۃ وعلیٰ الہ وصحبہ عدد کل عمل و کلمۃ امین۔

امام ترمذی محمد بن علی والد عبدالعزیز سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالیٰ وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامھات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم و تزداد وجوھھم بیاضا واشراقا فاتقوا اللہ تعالیٰ ولا تؤذوا موتاکم۔

"ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوتے ہیں اور

ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور
ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو
اور اپنے مردوں کو بد اعمالی سے ایذا نہ دو"۔

"اللھم وفقنا لما ترضاہ ویرضاہ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتنزہ ادب
وجوہ آبائنا وامھاتنا بیاضا واشراقا آمین۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ان اعمال امتی تعرض علی فی کل یوم جمعۃ فاشتد غضب
اللہ علی الزناۃ۔

"بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش ہوتے
ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے" (والعیاذ باللہ تعالےٰ)

امام اجل عبداللہ بن مبارک سیدنا سعید بن جزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :۔
لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال
امتہ غدوۃ وعشیا فیعرفہم بسیماھم واعمالہم۔

"کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کی امت
کے اعمال صبح وشام دو وقت پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور انہیں انکی نشانی
صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم"

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے :۔
وذلک کل یوم کما ذکرہ المؤلف وعدہ من خصوصیاتہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتعرض علیہ ایضا مع الانبیاء

والأنباء يوم الاثنين و الخميس۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور پر اعمالِ امت انبیاء و آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں" قالہ تحت حدیث ابن سعد المذکور واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس طور پر بارگاہِ حضور میں اعمالِ امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو جدا، ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا۔ بالجملہ دیوبندیوں کا اسے غلط و افترائے محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جلتے ہیں، یہ صحیح حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے بچ کر نکلتے ہیں اور نرے جلتے ہیں فبای حدیث بعد اللہ و ایتہ یؤمنون۔

شبہ رابعہ کے دو رد گزرے اور اول و دوم ہے ثالثاً حدیث ترمذی جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھاری شدید اعتراض جمانا چاہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اصول محدثین پر محل کلام اور اصولِ دین پر قطعاً حجیت سے ساقط ہے ترمذی کے یہاں اس کے لفظ یہ ہیں:۔

حدثنا محمد بن یحیٰی ثنا محمد بن یوسف عن اسرائیل ثنا سماک بن حرب عن علقمۃ بن وائل الکندی عن ابیہ ان امرأۃ خرجت علی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترید الصلوٰۃ فتلقاھا رجل فتجلل لہا فقضی حاجتہ منہا فصاحت فانطلق ومر بہا رجل فقالت ان ذلک الرجل فعل بی کذا وکذا فمرت بعصابۃ من المہاجرین فقالت

ان ذلك الرجل فعل بی كذا وكذا فانطلقوا فاخذوا

الرجل الذی ظننت انہ وقع علیہا فاتوھا فقالت نعم ھو ھذا فاتوا بہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما امر بہ لیرجم قام صاحبہا

الذی وقع علیہا فقال یا رسول اللہ انا صاحبہا فقال لہا

اذھبی فقد غفر اللہ لک وقال للرجل قولا حسنا وقال للرجل

الذی وقع علیہا ارجموہ وقال لقد تاب توبۃ لو تابہا اھل المدینۃ لقبل منہم

ھذا حدیث حسن غریب صحیح وعلقمۃ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ وھو

اکبر من عبد الجبار بن وائل عبد الجبار لم یسمع من ابیہ۔

۱۔ وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمہ کے سماع میں کلام ہے امام یحییٰ بن معین ان کی روایت کو منقطع بتاتے ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جزم کیا، میزان میں ہے: علقمۃ بن وائل بن حجر صدوق الا ان یحیی بن معین یقول روایتہ عن ابیہ مرسلۃ

تقریب میں ہے: علقمۃ بن وائل صدوق الا انہ لم یسمع من ابیہ۔

۲۔ پھر سماک بن حرب میں کلام ہے۔ تقریب میں ہے قال النسائی اذا انفرد باصل لم یکن حجۃ لانہ کان یلقن فیتلقن اھ وقد انتقد الحفاظ علی الترمذی تصحیحات بل وتحسینات کما بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث وغیرھا من تصانیفنا اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

۳۔ ابوداؤد نے یہ حدیث بعینہٖ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیرجم جو منشاء اعتراض وہابی ہے اصلا نہیں۔ اس کی سند یہ ہے حدثنا محمد بن یحیی بن فارس نا الفریابی نا اسرائیل نا سماک بن حرب عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ اور محل احتجاج میں لفظ صرف یہ ہیں فقالت نعم ھو ھذا فاتوا بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلما امر بہ قام صاحبہا الذی وقع علیہا فقال یا رسول اللہ انا صاحبہا آخر تک ہے

قال ابوداؤد رواہ اسماعیل عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ۔ یہاں امر پہ مطلق ہے ممکن کہ تحقیقات کے لیے حکم فرمایا یہ بھی سہی کہ بقدرِ حاجت کچھ سخت گیری کر فیدکرد کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرعاً متہم کی تعزیر جائز ہے۔ جامع ترمذی میں بسند حسن معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:۔

حدثنا علی بن سعید الکندی ثنا ابن المبارک عن معمر عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حبس رجلا فی تہمۃ ثم خلی عنہ قال الترمذی وفی الباب عن ابی ہریرۃ حدیث بہز حدیث حسن وقد روی اسمعیل بن ابراھیم عن بہز بن حکیم ھذا الحدیث اتم من ھذا واطول اھ قلت سند الترمذی حسن علی وبہز وحکیم کلہم صدوق وما اشار الیہ من روایۃ اسمعیل بن ابراھیم فقد رواھا ابن ابی عاصم فی کتاب العفو قال حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا ابن علیۃ عن بہز عن ابیہ عن جدہ ان اخاہ اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال جیرانی علی ما اخذوا فاعرض عنہ فاعادقولہ فاعرض عنہ (وساق القصۃ قال فی اٰخرھا) خلوالہ عن جیرانہ۔

۴۔ امام بغوی نے مصابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا حبس اور غلطی سے اسے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ لکھا، مصابیح کے لفظ یہ ہیں:۔

عن علقمۃ بن وائل عن ابیہ ان امرأۃ خرجت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترید الصلوۃ فتلقاھا رجل فتحللہا فقضی حاجتہ منہا فصاحت وانطلق ومرت عصابۃ من المہاجرین فقالت ان ذلک فعل بی کذا وکذا فاخذوا الرجل فاتوابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لہا اذھبی فقد غفر اللہ لک وقال للذی وقع علیہا ارجموہ وقال لقد تاب توبۃ لو تابہا اھل المدینۃ یقبل منہم۔

یہ بالکل صاف و بے دغدغہ ہے مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا رواہ الترمذی و ابوداؤد۔

۵۔ اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا کی تہمت رکھ دے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اصلاً کوئی شہادت معائنہ گزرے چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہوتا تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم و قتل کا حکم دیدے، حاشا ہرگز نہیں۔ ایسا حکم قطعاً یقیناً اجماعاً قرآن عظیم و شریعت مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و خون انصاف ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا اور یہاں اسی قدر واقعہ تمہارے آئمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن یا جماع علم مردود و باطل و مخذول ہے اگرچہ کیسی ہی سندِ لطیف و صحیح سے آتے نہ کہ یہ سند بوجوہ محل نظر ہے، سماک کے سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح توثیق ہے، امام علی بن مدینی نے فرمایا اسرائیل ضعیف ابن سعد نے کہا منہم من یستضعفہ۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا صالح الحدیث فی حدیثہ لین، میزان میں ہے کان یحیی القطان لایرضاہ ابن حزم نے کہا، ضعیف اور انکی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی ان کا حال تو بہت گرا ہوا ہے، تقریب میں کہا صدوق کثیر الخطأ یغرب اھ اما ما اول بہ التفصی عنہ فی ہامش نسخۃ الطبع اذ قال لعل المراد فلما قام بہ ان یامر بہ وذلک قالہ الراوی نظرا الی ظاہر الامر حیث انہم احضروا فی الحکمۃ عند الامام والامام اشتغل بالتفتیش من حالہ اھ

فاقول لایجدی نفعا ولایبدی افعا فان الاشتغال بالتفتیش لایفہم قرب الامر بالرجم مالم یکن ہنالک شیئ یثبتہ وما کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیامر بقتل مسلم من دون ثبت فکیف یظہر للناظر قرب الامر بالرجم رجما بالغیب بل نسبۃ مثل ہذا بفہم الرکیک الباطل الذی یترفع عنہ احاد الناس الی الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم ثم ادعاء انہم اعتمدوا علیہ کل الاعتماد حتی نسبوا الامر الی الرجم الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ازراء بالصحابۃ

وھویرفع الامان عنہ وایانہم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحاصل یہ سب علمِ ظاہر کے طور پر تھا اور علمِ حقیقت لیجئے تو وہابیہ کا عجیب اوندھا پن قابلِ تماشا ہے وہ حدیث کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علومِ غیب پر روشن دلیل ہے اسی کو الٹی دلیلِ نفی ٹھہراتے ہیں اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو شریعت وحقیقت دونوں کا حاکم بنایا حضور کے احکام شریعتِ ظاہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقتِ باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر زور نہ دیا جاتا، صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے اتنے میں وہ سامنے سے گزرا، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس کے چہرہ پر شیطان کا داغ پاتا ہوں، اس نے پاس آکر سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں یہ کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں؟ کہا ہاں! پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عذر عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا، حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا، حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے عرض کی، حضور نے فرمایا ہاں تم اگر اسے پاؤ، یہ گئے وہ جا چکا تھا، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری امت سے پہلا سینگ نکلا تھا اگر قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

ابن ابی شیبہ و ابویعلی و بزاز بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں :۔

قال ذکروا رجلا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکروا قوتہ فی الجہاد واجتہادہ فی العبادۃ فاذا ھم بالرجل مقبل فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی لاجد فی وجھہ سفعۃ من الشیطان فلما دنی سلم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل حدثت نفسک بانہ لیس فی القوم احد خیر منک قال نعم ثم ذھب فاختط مسجدا ووقف یصلی فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یقوم الیہ فیقتلہ فقام ابوبکر فانطلق فوجدہ یصلی فرجع فقال وجدتہ یصلی فھبت ان اقتلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایکم یقوم فیقتلہ فقام عمر فصنع کما صنع ابوبکر فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایکم یقوم فیقتلہ فقال علی انا قال ان ادرکتہ فذھب فوجدہ قد انصرف فرجع فقال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھذا اول قرن خرج من امتی لو قتلتہ ما اختلف اثنان بعدہ من امتی۔

خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی ارشاد ہوا اسے قتل کردو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا خیر ہاتھ کاٹ دو، پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا، سہ بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جب کہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا لے جاؤ اسے قتل کردو، اب قتل کیا گیا۔

ابویعلی اور شاستی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں ضیائے مقدسی

صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی:۔

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتلہ فقیل انہ سرق فقال اقطعوہ ثم جیئ بہ بعد ذلک الی ابی بکر وقد قطعت قوائمہ فقال ابوبکر ما اجد لک شیئا الا ما قضی فیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم امر بقتلک فانہ کان اعلم بک فامر بقتلہ، صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں:

ان رجلا سرق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتی بہ فقال اقتلوہ فقالوا انما سرق قال فاقطعوہ ثم سرق ایضا فقطع ثم سرق علی عہد ابی بکر فقطع ثم سرق فقطع حتی قطعت قوائمہ ثم سرق الخامسۃ فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم بہذا حیث امر بقتلہ اذھبوا فاقتلوہ اذھبوا۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علوم غیب ہی کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔

امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ خصائص کبریٰ شریف میں فرماتے ہیں: باب، ومن خصائصہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جمیع بین القبلتین والھجرتین وانہ جمعت لہ الشریعۃ والحقیقۃ ولم یکن للانبیاء الا احدھما بدلیل قصۃ موسیٰ مع الخضر علیہما الصلوٰۃ والسلام وقولہ انی علی علم من علم اللہ لا ینبغی لک ان تعلمہ وانت علی علم من علم اللہ تعالیٰ لا ینبغی لی ان اعلمہ وقد کنت قلت ھذا الکلام او لا استنباطا من ھذا الحدیث من غیر ان اقف علیہ فی کلام احد من العلماء ثم رأیت البدر بن الصاحب اشار الیہ فی تذکرتہ ووجدت من شواھدہ حدیث السارق الذی

امر بقتله والمصلی الذی امر بقتله والمصلی الذی امر بقتله وقد تقدم فی باب
لاخباس بالمغیبات بزیادۃ ایضاح لہذا الباب فقد اشکل فہمہ علی قوم ولو
تاملوا لاتضح لہم المراد بالشریعۃ الحکم بالظاہر وبالحقیقۃ الحکم بالباطن وقد
نص العلماء علی ان غالب الانبیاء علیہم السلام انما بعثوا لیحکموا بالظاہر
دون ما اطلعوا علیہ من بواطن الامور وحقائقہا ولکون الانبیاء لم یبعثوا بذلک
انکر موسی قتلہ الغلام فقال لہ لقد جئت شیئا نکرا لان ذلک خلاف الشرع
فاجابہ بانہ امر بذلک وبعث بہ فقال وما فعلتہ عن امری ذلک تاویل فہذا
معنی انک علی علم الی الاخر وقال الشیخ سراج الدین البلقینی فی شرح البخاری المراد
بالعلم التنفیذ والمعنی لا ینبغی لک ان تعلمہ لتعمل بہ لان العمل بہ مناف لمقتضی
الشرع ولا ینبغی ان اعلمہ فاعمل بمقتضاہ لانہ مناف لمقتضی الحقیقۃ قال فعلی
ھذا لا یجوز للولی التابع للنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا اطلع علی حقیقۃ ان ینفذ
ذلک بمقتضی الحقیقۃ وانما علیہ ان ینفذ الحکم الظاہر انتہی وقال الحافظ
ابن حجر فی الاصابۃ قال ابو حیان فی تفسیرہ الجمہور علی ان الخضر نبی وکان
علمہ معرفۃ بواطن اوحیت الیہ وعلم موسی الحکم بالظاہر فاشار الی ان المراد
فی الحدیث بالعلمین الحکم بالباطن والحکم بالظاہر لا امر اخر وقد قال الشیخ
تقی الدین السبکی ان الذی بعث بہ الخضر شریعۃ لہ فالکل شریعۃ واما نبینا
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فانہ امر اولا ان یحکم بالظاہر دون ما اطلع علیہ من الباطن
والحقیقۃ کغالب الانبیاء ولہذا قال نحکم بالظاہر وفی لفظ انما اقضی بالظاہر
واللہ یتولی السرائر وقال انما اقضی نحو ما اسمع فمن قضیت لہ بحق اخیہ
فانما ہی قطعۃ من النار وقال للعباس اما ظاہرک فکان علینا واما سریرتک فالی
وکان یقبل عذر المتخلفین عن غزوۃ تبوک ویکل سرائرہم الی اللہ وقال فی تلک المراۃ

لوكنت راجما احدا من غير بينة لرجمتها وقال ايضا لولا القرآن لكان لى ولها شان فهذا كله صريح فى انه انما يحكم بظاهر الشرع بالبينة او الاعتراف دون ما اطلعه الله عليه من بواطن الامور وحقائقها ثم ان الله زاده شرفا واذن له ان يحكم بالباطن وما اطلع عليه من حقائق الامور فجمع له بين ما كان الانبياء وما كان للخضر خصوصية خصه بها ولم يجمع الامران لغيره وقد قال القرطبي فى تفسيره اجمع العلماء عن بكرة ابيهم انه ليس لاحد ان يقتل بعلمه الا النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وشاهد ذلك حديث المصلى والسارق الذين امر بقتلهما فانه اطلع على باطن امرهما وعلم منهما ما يوجب القتل ولو تفطن الذين لم يفقهوا الى الاستشهادى بهذين الحديثين فى اخر الباب لعرفوا ان المراد الحكم بالظاهر والباطن فقط لا شيئ اخر لا يقوله مسلم ولا كافر ولا مجانين المارستان وقد ذكر بعض السلف ان الخضر الى الأن ينفذ الحقيقة وان الذين يموتون فجأة هو يقتلهم فان صح ذلك فهو فى هذه الامة بطريق النيابة من النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فانه صار من اتباعه كما ان عيسى عليه السلام لما ينزل يحكم بشريعة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم نيابة عنه ويصير من اتباعه وامته اھ

اس کلامِ نفیس سے ثابت ہوا کہ عامۂ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہرِ شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علمِ غیبیات پر عمل کا حکم ہے لہذا انہوں نے نا سمجھ بچہ کو بے کسی جرمِ ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مرجاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں اور ہمارے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو ظاہر شرع اور اپنے علمِ غیب دونوں پر عمل و حکم کا رب عزوجل نے اختیار دیا ہے اور امام قرطبی نے اجماع علماء نقل فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اختیار رہے ہے کہ محض اپنے علم کی بنا پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاہد کچھ نہ ہو اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمادیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں وہابیو اب تو اپنی اوندھی مت پر مطلع ہوئے فانی تو ٹکوت مسلمانو وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا؟ حکم کے دو ہی ملنے ہوتے ہیں یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیب، ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصلاً حکم رجم کی گنجائش نہ تھی نہ ملزم کا اقرار نہ اصلا کوئی گواہ، صرف مدعی کا غلط دعویٰ اس کہ مسلمان کے قتل کا حکم فرمادیں، نبی کی شان تو ارفع واعلے ہے، آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا حکم کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے بر بنائے تہمت ہرگز یہ حکم نہ دیا بلکہ اپنے علوم غیب سے جانا کہ یہ شخص قابلِ رجم ہے اس بنا پر حکم رجم فرمایا اسے وہابیہ مانتے نہیں بلکہ بزعم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لاتے ہیں تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا ہوا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیسا بھاری الزام قائم کیا، کیوں نہ ہو، عداوت کا یہی مقتضیٰ ہے قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر ؕ قد بینا الاٰیٰت لقوم یعقلون ؕ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم ؕ رب انی اعوذ بک من ھمزٰت الشیٰطین واعوذ بک رب ان یحضرون ؕ وصلی اللہ تعالیٰ سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین ؕ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

شارح

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

مفتی ظہور احمد جلالی

غوثیہ بک ڈپو مرید کے

- ☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور